

عثمان توران

ثروت صولت

پروفیسر عثمان توران مرحوم جن کا اسی سال جنوری میں استنبول میں انتقال ہوا ہے ترکی کے ایک مستاز سورخ، محقق اور دانشور تھے۔ وہ کشی مرتبہ پاکستان بھی آئے تھے۔ غالباً انہوں نے فروری ۱۹۶۸ء میں اسلام آباد میں ہونے والی نزول قرآن کانفرنس میں بھی شرکت کی تھی اور ”اسلام اور ترک“ کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا تھا جو کانفرنس کی روئنداد میں شامل ہے۔ صدر جودت صونائی کے ساتھ جو وفد پاکستان آیا تھا اس میں بھی عثمان توران شامل تھے۔

پروفیسر عثمان توران ۱۹۱۳ء میں بھیرہ اسود کے ساحلی شہر ترابزون میں پیدا ہوئے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں انقرہ یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ و جغرافیہ میں سند حاصل کی اور اس کے بعد اسی یونیورسٹی میں تحقیقی کام شروع کر دیا۔ ۱۹۴۵ء میں وہ ریڈر اور ۱۹۵۱ء میں پروفیسر ہو گئے۔ عثمان توران اپنی مادری زبان ترک کے علاوہ عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے بھی واقف تھے اور ایک ترک اہل قلم سنور ایاشلی (Ayasli) کے الفاظ میں ”وہ ایک عظیم سورخ، عظیم مجاهد اور عظیم مفکر تھے“۔ (۱)

عثمان توران مرحوم اہل قلم ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست دان بھی تھے۔ ڈیموکریٹ پارٹی کے دور حکومت میں سیاسی سیدان میں داخل ہوئے۔ وہ ڈیموکریٹ پارٹی کے مستاز رہنماؤں میں سے تھے اور عدنان میندريس مرحوم کے آخری دور حکومت میں ۱۹۵۹ء میں ترابزون سے ترکی پارلیمنٹ کے سبز منتخب

ہوئے۔ اس کے بعد وہ عدالت پارٹی کے رہنمای حیثیت سے دو مرتبہ اور ترکی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ جمیع طور پر وہ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۶۹ء تک کل دس سال ترک پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ عثمان توران صحافی بھی تھے۔ عدالت پارٹی کے دور حکومت (۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۱ء) میں روزنامہ "بنی استبلوں" کے رئیس التحریر رہے۔

وزیر اعظم عدنان میندریس سے ان کے قریبی تعلقات قائم تھے اور وہ مرحوم وزیر اعظم کے بڑے مدداح تھے۔ انہوں نے عدنان میندریس کے کارناسوں کا ایک مضمون میں ذکر کیا ہے۔ (۲)

عثمان توران کا نظریہ تھا کہ کوئی اصلاح اس وقت تک پائدار ثابت نہیں ہو سکتی جب تک اس کے حق میں لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں تبدیلی پیدا نہ کر دی جائے۔ چنانچہ عدنان میندریس کے آخری دور میں اعلیٰ دینی تعلیم کے جو مدرسے "Yuksek Islam Enstitüsü" کے نام سے قائم کئے گئے تھے ان کے پس پشت عثمان توران کے نظریات بھی کام کرو رہے تھے۔ ایک مرتبہ عدنان میندریس نے عثمان توران سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میں ایک مسجد کی تعمیر کر کے کمیونزم کے خلاف ایک قلعہ تعمیر کر رہا ہوں۔ اس پر عثمان توران نے جواب دیا کہ جناب عالیٰ "ان عمارتوں کے بلند مرتبہ ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں لیکن یہ بے جان شرے ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ یہ قلعے انسانوں کے دلوں اور شعور میں قائم کئے جائیں۔ ان عمارتوں میں بھی زندگی اسی وقت پیدا کی جا سکے گی۔" عدنان میندریس نے جواب دیا کہ "اس مقصد کے لئے ہم اعلیٰ اسلامی تعلیم کے مدرسے قائم کریں گے۔" آج کل ترکی میں اعلیٰ اسلامی تعلیم کے مدرسون کی تعداد

چہ تک ہو گئی ہے۔ لیکن اس سلسلے کا پہلا مدرسہ عدنان میندريس کے آخری دور میں ۱۹۵۹ء میں استبول میں قائم ہوا تھا۔^(۳)

عدنان میندريس سے یہ قریبی تعلق عثمان توران مرحوم کے لئے بہت سہنگا ثابت ہوا۔ ۲۷ مئی ۱۹۶۰ء کو جب فوج نے عدنان میندريس کی حکومت کا تختہ المٹ دیا تو عثمان توران کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں یہی ادھ نامی جزیرہ میں جہاں عدنان میندريس اور ان کے ساتھیوں پر مقدسہ چلا گیا تھا بازنطینی دور کے ایک تاریک قید خانہ میں قید کر دیا گیا۔ اس قید خانہ کا فرش اتنا نتیب میں تھا کہ جب سمندر میں پائی بڑھتا تھا تو عثمان توران کو گھٹشوں اُخنوں تک پائی میں کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ قید کے زمانے میں وہ مختلف مصائب اور تکالیف کا شکار رہے۔ اور جب وہ قید سے رہا ہوئے تو ان کی حالت اتنی خستہ ہو چکی تھی کہ ان کے ایک عزیز منور ایاشلی کا یہ خیال تھا کہ اب وہ زیادہ سدت زندہ نہیں رہ سکیں گے۔^(۴) قید سے رہائی کے بعد وہ کچھ مدت باسفورس کے کبارے بیلربے نامی محلہ میں منور ایاشلی کے پاس مقیم رہے اس کے بعد انقرہ چلے گئے۔ پارلیمنٹ کی رکنیت کے زمانے میں وہ زیادہ تر انقرہ ہی میں رہتے تھے۔ آخر میں وہ استبول آگئے تھے۔ جہاں ان کا قیام عبدالعزیز پاشا سوکاک، نہر بستایخی میں تھا۔ ۱۸ جنوری ۱۹۷۸ء کو جب عثمان توران کا انتقال ہوا تو وہ استبول ہی میں تھے۔ نماز جنازہ تاریخی مسجد جامع فاتح میں ظہر کی نماز کے بعد پڑھی گئی اور اس کے بعد ان کو یعنی آنندی قبرستان میں سپرد حاک کر دیا گیا۔^(۵)

عثمان توران مرحوم خلق پارٹی کے سیکولر ازم کے مخالف اور اسلامی فکر کے علمبردار تھے۔ عصمت پاشا نے جب ۱۹۶۶ء میں سعید نورسی کی تعریک کے خلاف سہم چلانی اور عدالت پارٹی پر نور طلبہ کا آہ کار ہونے کا

الازام لگایا تو ۲۱ جون ۱۹۶۶ء کو روزنامہ پنی استنبول کے ادارے میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عصمت پاشا کی یہ مہم نوری تحریک کی مخالفت کے پردازے نہیں تمام دینی عناصر کے خلاف ایک تحریک ہے۔

ماعنی سونمیز (Sönmez) استنبول میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت اس طرح کی ہے:

”اسلام اور ترک قویت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں چیزوں ترکوں کے لئے سوت و زیست کا مسئلہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار سال کی مدت میں ہماری تاریخ، ادب، زبان، آرٹ، لکچر، اخلاق، روایات اور ہمارا لوک ادب اسلام کے خیبر کے ساتھ اس طرح گندھ گیا ہے کہ ترکوں کو اسلام سے محروم کرنا نہ صرف، یہ کہ ایک بیہودہ عمل ہے بلکہ ترکوں کے قوی وجود کو ختم کرنے اور ان کے ساتھ غداری کرنے کے متراوٹ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترک قوم کے دشمن ترک قوم پرستی کے جذبہ کو ختم کرنے کی کوشش کرو رہے ہیں اور اس کے لئے پوشیدہ اور کھلے دونوں طریقے استعمال کر رہے ہیں۔ ایک ہزار سال کی تاریخ شاہد ہے کہ شرق وسطی، یورپ اور جنوبی روس میں جو ترک قبائل اسلام کے دائرے میں نہیں آئے وہ بعد میں ترک بھی نہیں رہے۔ اس کے برخلاف اناطولیہ میں رہنے والے ترکوں نے اسلام کی روح اور ملی قوت کو ملا کر اپنا وجود قائم رکھا۔“

تصانیف:

عثمان توران ایک کثیر التصانیف مصنف تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زیادہ کتابیں اور کتابچے لکھے۔ (۸) تاریخ اور ترک کے اجتماعی مسائل ان کے خاص موضوع تھے۔ عثمانی دور سے قبل ترکی کی تاریخ

خصوصاً سلجوقی دور کی تاریخ پر انہوں نے بیش قیمت تحقیقی کام کیا اور ترکی کی تاریخ کے اس تاریک دور کے کثی گوشوں کو روشن کیا۔ ان کی تاریخی کتابیں جدید معیار پر بوری اترتی ہیں اور سلجوقی دور پر بہترین مأخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ترکی میں قیام جمہوریت کے بعد اناطولیہ میں عثمانی دور سے قبل کی تاریخ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے انقرہ میں سلجوقی تاریخ اور مدنیت کا انسٹی ٹیوٹ قائم ہے جس کی طرف سے سلجوقلوا رائٹریسا درینگی (۹) (سلجوقيون کے بارے میں تحقیقات کا رسالہ) کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اس ادارے اور ترکی تاریخ کے ادارے *Türk Tarih Kuru* کے تحت جن حق حضرات نے عهد عثمانی سے قبل کی تاریخ پر تحقیقی کام کیا ہے اس میں سکریمن خلیل یناپخ (۱۰) متوفی ۱۹۶۲ء، اسماعیل حقی اووزون (۱۱) چارشلی (پیدائش ۱۸۸۹ء)، احمد رفیق آلتانے (۱۲) (۱۸۸۰ء تا ۱۸۳۷ء)، ابراہیم قفس اوغلو (۱۳)، فاروق سوییر (۱۴)، محمد آلتانے کوئئن (۱۵) (پیدائش ۱۹۱۶ء)، پسر یوجل (۱۶) اور ڈاکٹر این - کائماز (۱۷) کے نام قابل ذکر ہیں عثمانی دور سے قبل اناطولیہ کے ترکوں کے بارے میں ان تمام محققین کے کام بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ سلجوقی دور پر سب سے زیادہ مفصل اور مکمل تحقیقی کام پروفیسر عثمان توران نے انجام دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کو ترکی کے سلجوقی دور پر ایک سند کی حیثیت حاصل ہے اور اس دور سے متعلق ان کی بعض کتابوں کا انگریزی اور فرانسیسی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ (۱۸)

عثمان توران مرحوم کی چند اہم کتابیں حسب ذیل ہیں :

(۱) ترک اناطولیہ میں، تعداد صفحات ۶۱

(۲) سلجوقی اور اسلام، صفحات ۲۰۶

(۳) سلجوقیوں کی تاریخ اور ترک اسلام مدنیت

(۴) ترکی کے سلجوقیوں کے بارے میں رسمی وثیقے (متن، ترجمہ اور

تنقید ۱۹۵۸ء)

(۵) سلجوقیوں کے دور میں ترکی (استنبول ۱۹۷۱ء) صفحات ۲۰۰

(۶) مشرقی اناطولیہ کی ترک ریاستوں کی تاریخ، صفحات ۲۷۵

(۷) عالمی حکومت کے ترکی نظریہ کی تاریخ (تورک جہان حاکمیت

مفکروں سی تاریخی) صفحات ۶۶۲

(۸) ترکی میں معنوی (روحانی) بعران - دین اور سکیولرزم (الف�ہ ۱۹۶۳ء)

تعداد صفحات ۲۹۶

(۹) ترکی میں کمپونزم کے سرچشمے

مستقل کتابوں کے علاوہ عثمان توران کے لاتعدد مقالے اور مضامین بھی ہیں۔ ترکی زبان کی اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں انہوں نے ترکی کے سلجوقی حکمرانوں سے متعلق کئی اہم مقالے لکھے ہیں مثلاً

سلیمان شاہ، کیخسرو اول، کیخسرو دوم، کیکاؤس اول، کیقباد اول و دوم،

قلج ارسلان اول اور دوم -

سلجوقيوں کے دور میں ترکی:

ترکی کے سلجوقی دور سے متعلق عثمان توران کی سب سے اہم

اور جامع کتاب "سلجوقي لرزماننده ترکيه" (ترکی سلجوقیوں کے دور میں ہے

یہ ۱۹۰۴ء میں سلاز کرد کی فیصلہ کن جنگ سے، جس نے اناطولیہ کو ایک خالص ترک وطن میں تبدیل کر دیا، ۱۹۱۸ء تک ترک کے سلجوقی دور کی تاریخ ہے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی مرتبہ توران نشریات یوردو، استبول سے شائع ہوئی۔ کتاب ایک تعارف اور چودہ ابواب پر مشتمل ہے تعارف کے ۳۲ صفحات کو چھوڑ کر ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۶۷ صفحے سے ۵۲ صفحے تک اہم تاریخوں، شجروں، سلجوقی دور کے شہروں کے نام، کتابیات (صفحہ ۶۹۱ تا ۷۰۱) اور انڈکس پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب جنگ سلاز کرد کے نو سو سالہ جشن کے موقع پر شائع کی گئی تھی۔ کتاب میں صرف مشرقی ماذد سے مدد لی گئی ہے۔ سلجوقی دور کے مستاز سورخ ڈاکٹر محمد الثنائی کوئی نہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”الاطولیہ کے ایک ترک وطن بننے کی نو سوویں سالگرہ کے مبارک موقع پر اس کتاب کی تکمیل پر پروفیسر عثمان توران کا شکریہ ادا کرنا ہر اس ترک پر واجب ہے جو اپنے وطن سے محبت کرتا ہے اور اس کی بقاء اور استحکام کا آرزو مند ہے۔“ (۱۹)

حوالی

- ۱ - روزنامہ ”بنی آسیا“ (استبول) ۳ فروری ۱۹۲۸ء
- ۲ - ماہنامہ سونمیز (Sönmez) (مارچ، اپریل ۱۹۲۱ء)
- ۳ - ماہنامہ سونمیز (استبول) (مارچ، اپریل ۱۹۲۱ء)
- ۴ - ماہنامہ The Ummah (لندن) جولائی ۱۹۲۶ء۔ صالح طوغان کا مضمون Islam in Turkey
- ۵ - روزنامہ بنی آسیا (استبول) مورخہ ۳ فروری ۱۹۲۸ء
- ۶ - روزنامہ بنی آسیا (استبول) مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۸ء
- ۷ - سونمیز (Sönmez) (مارچ، اپریل ۱۹۲۱ء)

۸ - یمنی آسیا مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۸ء

Selcuklu Arastirma Dernegi

- ۹

- ۱۰ Mukrimin Halil Yinamc ا Anatoliyih کی فتح پر ایک کتاب کے مصنف تھے -

- ۱۱ Üzüncarsili بینیادی طور پر عثمانی دور کی تاریخ کے محتنی ہیں لیکن انہوں نے اق قویونلو اور قره قویو نلو ترکوں کی تاریخیں بھی لکھی ہیں -

- ۱۲ Altinay موجودہ صدی کے بہت بڑے ترک مورخ ہیں - ان کی پیشتر کتابیں عثمانی دور سے متعلق ہیں لیکن وہ Anatoliyih کے ترک قبیلوں سے متعلق ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں جو ۹۶۶ء تا ۱۲۰۰ء کی مدت کی تاریخ ہے -

- ۱۳ Ibrahim Kafesoglu "ملک شاہ کے دور میں سلجوقی سلطنت" ، نامی کتاب کے مصنف ہیں -

- ۱۴ Faruk Sümer قره قویونلو ترکوں کی تاریخ کے مصنف ہیں -

- ۱۵ Altay Köymen (پیدائش ۱۹۱۶ء) سلجوقی دور میں ترک کی تاریخ اور عظیم سلجوقی سلطنت نامی کتاب کے مصنف ہیں -

- ۱۶ Yasar Yücel سیوس کے ادیب حکمران "قاضی برهان الدین احمد" کی حکومت کی تاریخ کے مصنف ہیں -

- ۱۷ N. Kaymaz سلجوقی وزیر معین الدین پروانہ کی سوانح کے مصنف ہیں -

- ۱۸ روزنامہ یمنی آسیا (Yeni Asya) استبول -

- ۱۹ Biblioyografa جولائی ۱۹۲۲ء انقرہ -